شہری

برائے بہتر ماحول

اکتوبر ۱۹۹۳ء

SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔۔۔ مارگریٹ میڈ

- کراچی ماسٹر پلان ایک بے سمت منصوبہ
- فضائی آلودگی۔ ذرائع اور اثرات
- کراچی سے کوئی محبت نہیں کرتا
- شہری خبرنامہ
- ایڈمی ٹیچ
- فرش خاکی تباہی کی زد میں

کسی بھی شہر کے لئے تیار کیا جانے والا ماسٹر پلان بنیادی طور پر تین مقاصد کی تکمیل کرتا ہے:

۱۔ شہر کی توسیع و ترقی کی منصوبہ بندی

۲۔ شہری انتظام کے لئے ادارتی نظام کی تشکیل

۳۔ ترقیاتی اور انتظامی عمل کو ماحولیاتی اعتبار سے محفوظ اور پائیدار بنانے کے لئے مطلوبہ قواعد و ضوابط اور طریقہ کار کی تیاری۔

شہر کی توسیع اور ترقی کے ضمن میں ماسٹر پلان مختلف شعبوں مثلاً رہائش، فراہمی آب، نکاسی آب، ذرائع نقل و حمل، سڑکیں، توانائی وغیرہ کے لئے اجمالی خاکہ اور رہنما اصول مرتب کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ماسٹر پلاننگ کے ذریعے مطلوبہ توسیع اور ترقی کی سطح کا بھی تعین کیا جاتا ہے اور منصوبہ بندی کے لئے درکار افرادی، سماجی اور معاشی اعداد و شمار بھی اکٹھے کئے جاتے ہیں۔

ماسٹر پلان، شہر کے انتظامی امور کے لئے رہنما اصول بھی مرتب کرتا ہے۔ ان امور میں بنیادی سہولتوں کا انتظام اور اس کے لئے درکار مالی وسائل کی ترقی، منصوبہ بندی اور انتظام کے موجودہ احاطے کو بھی ترقیاتی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے اس میں ضروری ردوبدل اور شہر کے انتظام میں شریک مختلف اداروں کو باہم مربوط کرنا شامل ہے۔

ترقیات اور انتظام کو ماحولیاتی طور پر محفوظ اور مستحکم بنانے کی غرض سے ماسٹر پلان عملی قوانین، علاقائی ضابطوں اور طریقہ کار کے لئے نگرانی کو وضع کرتا اور متعین کرتا ہے۔

۱۹۵۰ء سے اب تک کراچی میں متعدد ماسٹر پلان وضع کئے جا چکے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی عملی طور پر نافذ نہیں کیا جا سکا اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ سب ناکام ہو گئے۔ اس ناکامی کی کئی وجوہات ہیں:

۱۔ کراچی کا ماسٹر پلان تیار کرنے کا فرض کراچی ڈیولپمنٹ اتھارٹی (کے ڈی اے) کا ماسٹر پلان اینڈ انوائرنمنٹل کنٹرول ڈپارٹمنٹ (ایم اینڈ ای سی ڈی) انجام دیتا ہے۔ تاہم کے ڈی اے صرف ہاؤسنگ اور لینڈ ڈیولپمنٹ کے طبعی پہلو اور اس کے طبعی اثرات سے واسطہ رکھتا ہے۔ کے ڈی اے کی جانب سے کی جانے والی ترقیات کو چلانے اور ان کی دیکھ بھال کا کام کراچی میٹروپولیٹن کارپوریشن (کے ایم سی) کرتی ہے جس کی ذمہ داریوں میں شہری مارکیٹوں کا انتظام اور پبلک ہیلتھ، تعلیم، تفریح اور باغات وغیرہ کے بعض شعبے بھی شامل ہیں۔

فراہمی اور نکاسی آب کے فرائض کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ انجام دیتا ہے۔ بجلی اور گیس کی پیداوار اور تقسیم کا انتظام بالترتیب کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن (کے ای ایس سی) اور سوئی سدرن گیس کمپنی کے سپرد ہے۔ علاوہ ازیں کراچی کے مختلف کنٹونمنٹ بورڈ اپنے اپنے علاقے میں کے ڈی اے اور کے ایم سی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ (کے پی ٹی) بندرگاہ کے علاقے میں ترقیات، انتظام، کارگزاری اور دیکھ بھال اور دیگر متعلقہ سرگرمیاں انجام دیتا ہے۔ اسی طرح ٹرانسپورٹ کے شعبے میں مختلف کردار نظر آتے ہیں مثلاً کراچی ٹرانسپورٹ کارپوریشن (کے ٹی سی)، بس اونرز ایسوسی ایشن اور پاکستان ریلوے۔ ان تمام اداروں کے درمیان کاغذی طور پر تو ربط موجود ہے لیکن عملاً کوئی اشتراک عمل نہیں پایا جاتا حالانکہ ان کے مقررہ اختیارات اور فرائض ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کراچی کے ماسٹر پلان کامیاب ثابت نہیں ہوئے۔

۲۔ اگر مذکورہ بالا اداروں کے درمیان ربط اور اشتراک پیدا ہو جائے تب بھی ان کی کارکردگی معمولی سی ہی بہتر ہو سکے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دو اداروں کو چھوڑ کر کراچی کے بیشتر ترقیاتی اداروں میں اتنی وسعت اور اہلیت پائی ہی نہیں جاتی کہ وہ اپنے مقررہ فرائض بخیر و خوبی انجام دے سکیں۔ ان اداروں میں اعلیٰ افسران کے دفاتر سے کچھ زیادہ وسعت نہیں ملتی۔ ترقیاتی کام نقشوں اور منصوبوں کے بغیر انجام دیے جاتے ہیں۔ انجینئرز کو ان کے بنیادی آلات دستیاب نہیں ہوتے۔ جن ٹھیکیداروں کو کام سپرد کئے جاتے ہیں ان میں مطلوبہ ہنرمندی کی کمی ہوتی ہے اور ان اداروں کا تنظیمی ماحول ایک لاپرواہی اور عدم توجہی کے رویے کو فروغ دیتا ہے۔

۳۔ کراچی کے ترقیاتی اور منصوبہ بندی کے اداروں کی صلاحیت اور اہلیت میں کمی کی بدولت ترقیاتی اور انتظامی امور کے تمام پہلوؤں میں طلب اور رسد کے درمیان ایک بڑا خلا پیدا ہو چکا ہے۔ اس خلا کو غیر رسمی شعبہ پر کرتا ہے جس کے نتیجے میں کراچی کا بہت سا ترقیاتی کام کسی منصوبہ بندی کے بغیر ہی ہوتا رہتا ہے۔ اس

باقی صفحہ ۴ پر

کراچی سے کوئی محبت نہیں کرتا

محبت کے بہت سے رنگ ہوتے ہیں اور ان رنگوں کی شوخی اور دھیما پن قوس و قزح سے بھی زیادہ متنوع نظر آتا ہے۔

محبت کی ان گنت قسموں میں سے وہ محبت سب سے زیادہ غیر محسوس، سربستہ اور شاید سب سے زیادہ طاقتور بندھن اور پرجوش تفاخر کا سبب بنتی ہے جو کسی مقام یا کسی مسکن کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔ یہ وہ محبت ہے جس کی خاطر مردوں نے جنگیں لڑیں ہیں اور عورتوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔

یہ محبت کی وہ قسم ہے جو انتہائی افلاطونی طرز کے رشتوں کو جنم دیتی ہے۔ یہ محبت ایک ایسی محبوبہ دلنواز پر جان و دل نثار کرنے پر آمادہ کرنے پر جس کی حسین زلفیں اس کی پشت پر پھیلے ہوئے سرسبز و شاداب درخت اور مہکتے ہوئے پھول ہیں، جس کی جگمگاتی ہوئی آنکھیں اس کے آسمان پر چمکنے والا سورج اور چاند ہیں۔ جس کا بدن اس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی خاکی زمین ہے اور اس کی اولاد وہ لوازمات حیات ہیں جو وہ ہمیں عطا کرتی ہے۔

اور اس کے صلے میں وہ ہم سے کچھ بھی طلب نہیں کرتی، کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ ہم اس کا تھوڑا سا خیال رکھیں اور اس کے مزاج کے اتار چڑھاؤ، اس کے بدلتے ہوئے موسموں اور اس کے فطری وجود کے نازک توازن کا تھوڑا سا خیال رکھیں۔

بدقسمتی سے ہم نے ایک طویل عرصے سے کراچی کے ساتھ اس طرح محبت نہیں کی جیسا کہ اس کا حق اور ہمارا فرض ہے۔ اس شہر کے لئے ہمارے خوابوں کا مطلع ابر آلود ہی نظر آتا ہے۔

اس دوران بھی جبکہ ہم یہاں رہ رہے ہوتے ہیں ہم خواب، ساہیوال، سرگودھا، سیالکوٹ یا سوات کے دیکھتے ہیں۔ ہم اپنی اپنی روزی یہاں کماتے ہیں لیکن اس آمدنی سے سرمایہ کاری ایبٹ آباد، اٹک، منڈالہ یار یا آدم خیل ایجنسی میں کرتے ہیں۔ ہم کراچی سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے لیکن ماضی کی یادیں ہمیں اکثر نینی تال، ناگپور، بڑودہ، بریلی، بمبئی لے جاتی ہیں۔

کراچی میں بسنے والے لوگوں کی اکثریت کے دل کہیں اور رہتے ہیں البتہ ان کی تنقیدی نظر ایشیا کے اس عظیم شہر کے "ہولناک" مسائل پر جمی رہتی ہے۔

کراچی وطن عزیز پاکستان کے دیگر تمام شہروں، قصبوں اور گاؤں کی معاشی کمزوری اور اقتصادی ناتوانائی کو گلے لگاتا ہے۔ اس طرح حتمی تجزیے میں اس شہر کے زیادہ تر مسائل کی بڑی اور بنیادی وجہ یہی فراخدلی کو گلے لگانے کی صفت نظر آتی ہے۔ اگرچہ اس کا اعتراف نہیں کیا جاتا۔

یہ چنداں حیرت کی بات نہیں۔ کراچی کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اس شہر سے کوئی بھی محبت نہیں کرتا لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ تجارتی، کاروباری، صنعتی، عسکری، انتظامی اور بینکاری کے مرکز کی حیثیت سے کراچی کی اہمیت کو کم کیا جا سکتا ہے جو قومی اور بین الاقوامی بری، بحری اور فضائی گزرگاہوں پر ایک کلیدی مستقر کی حیثیت سے اسے حاصل ہے۔ سندھ کے صحراؤں کے کنارے اور دریائے سندھ کے ڈیلٹا کے دہانے پر واقع اس شہر نے نہ صرف سکندر اعظم کے تھکے ماندے بحری بیڑوں کو بندرگاہ فراہم کی تھی بلکہ ان بے گھر مسلمان گھرانوں کو پناہ بھی عطا کی جو بھارت، ایران، تنزانیہ، یوگینڈا، مشرقی پاکستان، برما اور کسی بھی جگہ سے یہاں پناہ کی تلاش میں آئے۔

ماہی گیروں کے ایک چھوٹے سے گاؤں سے لے کر (جس کے ابتدائی ادوار تاریخ کے دھندلکوں میں چھپے ہوئے ہیں) اس خطے میں

باقی صفحہ ۴ پر

شہری سرگرمیاں

شہری کے اراکین

۱۶۵۔ ڈاکٹر تھامس بے چیانگ
۱۶۶۔ جناب محمد واصف مسعود' انوائرمنٹل انجینئر
۱۶۷۔ ڈاکٹر اختر وقار انجیلی
۱۶۸۔ جناب ناصر مقصود' ایڈووکیٹ
۱۶۹۔ جناب ایس ایم وہاج' سب انسپکٹر
۱۷۰۔ انجینئر گلزار احمد میمن' لیرننڈنگ انجینئر کے ڈبلیو اینڈ ایس بی
۱۷۱۔ محترمہ ایلہ نعیم' آرکیٹیکٹ
۱۷۲۔ ڈاکٹر ایم یونس شیخ
۱۷۳۔ جناب زوہیر عاشر' منیجر
۱۷۴۔ محترمہ نازلی عاشر
۱۷۵۔ جناب ایم فاروقی صالح' طالب علم
۱۷۶۔ جناب جیلانی یوسف' میکنیکل انجینئر
۱۷۷۔ جناب ندیم احمد صدیقی' طالب علم
۱۷۸۔ جناب ادیس علی فاروقی' طالب علم
۱۷۹۔ جناب سبط سجاد' طالب علم
۱۸۰۔ ڈاکٹر ایم حسین' ڈنٹسٹ

شہری' سی بی ای میں شمولیت اختیار کرنے والے نئے اراکین کے نام یہ ہیں

۱۹۱۔ میجر نیر فردوس
۱۹۲۔ جناب سجاد احمد' ایڈووکیٹ
۱۹۳۔ محترمہ ڈ منیز عاصم پوری' ماہر غذائیت
۱۹۴۔ جناب بہرام سہراب ایچ جے رستم جی

"شہری" "ماحول کی آلودگی کے پروگرام" کے موقع پر سامعین' بائیں طرف سے مسز ای۔ سی دسو مسز مہتاب اکبر راشدی اور مسز امبر علی بھائی۔

"شہری" سیمینار بائیں طرف سے بیٹھے ہوئے ارکان عارف حسن' جناب ضیغم جعفری' قاضی فائز عیسٰی اور جناب نوید حسن خطاب کر رہے ہیں۔

سیمینار بعنوان "کراچی... آج اور کل"

یکم اگست ۱۹۹۳ء کو جمشید نسروانجی کی ۳۱ویں برسی منائی گئی۔ جمشید نسروانجی کو جدید کراچی کے معمار کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ وہ ایک عظیم ماہر شہری منصوبہ بندی اور نہایت محیّر شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی کراچی کی بہتری اور ترقی کے لئے صرف کی اور اس شہر کا پہلا میئر بننے کا اعزاز حاصل کیا۔

جمشید نسروانجی کی برسی کو بامعنی انداز میں منانے کے لئے شہری اور کراچی تھیوسوفیکل سوسائٹی نے باہمی اشتراک سے ایک سیمینار بعنوان "کراچی آج اور کل" منعقد کیا۔ یہ سیمینار ۱۶ اگست ۱۹۹۳ء کو جمشید میموریل ہال میں جو کہ کراچی تھیوسوفیکل سوسائٹی کا مرکزی دفتر بھی ہے' منعقد ہوا۔ اس موقع پر جن مقررین نے اظہار خیال کیا ان میں جناب ضیغم ایس جعفری (ڈائریکٹر کے ڈی اے ڈیزائن بیورو اور چیئرمین پاکستان کونسل آف آرکیٹیکٹس اینڈ ٹاؤن پلانرز) اور جناب عارف حسن (کوآرڈینیٹر اورنگی پائلٹ پروجیکٹ اور چیئرمین اربن ریسورس سینٹر) شامل تھے۔ جناب قاضی فائز عیسٰی (بار ایٹ لاء اور وائس چیئرمین شہری) نے اس موقع پر ماڈریٹر کے فرائض انجام دیئے۔

جناب نوید حسین (چیئرمین شہری) نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں جمشید نسروانجی کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اور ساتھ ہی جمشید کے دور کے اور آج کے کراچی شہر کا موازنہ بھی کیا۔ جناب ضیغم جعفری کی تقریر کا عنوان تھا "کراچی۔ ایک ایسا شہر جس سے کوئی محبت نہیں کرتا"۔ انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ کراچی کے شہریوں کی حیثیت سے ہم اپنے اس شہر کے لئے کسی قسم کی محبت یا جذبہ تفاخر پیدا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ کراچی لاکھوں افراد کا گھر ہے لیکن ان میں سے چند ہی ایسے ہیں جو اس کے لئے اپنے دلوں میں محبت رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ شہری مسائل سے دوچار ہے جن سے یہاں کے ذمے دار انتظامی ادارے موثر طور پر نمٹنے میں ناکام ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان اداروں کے درمیان باہمی رابطے اور اشتراک عمل کا فقدان پایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ان مسائل کو حل کرنے اور ساتھ ہی شہر کی بے تحاشہ بڑھتی ہوئی آبادی میں اضافے کی روک تھام کے لئے بہت جلد کچھ نہ کیا گیا تو پھر ہمارے لئے اپنے اس مہربان شہر کو بچانا ممکن نہیں رہے گا۔ انہوں نے تمام آرکیٹیکٹس' پلانرز' سیاستدانوں' تعمیراتی اداروں اور انتظامی حکام سے اپیل کی کہ وہ موجودہ نظام کو مکمل انہدام سے بچانے کے لئے اپنے اوپر عائد ہونے والے فرائض کا ادراک کریں۔ اگلے مقرر جناب عارف حسن تھے جنہوں نے "شہری انتظام' مستقبل کی حیات" کے عنوان سے تفصیلی اظہار خیال کیا۔ انہوں نے کہا کہ حد سے بڑھتی ہوئی بدعنوانی اور بے ہنگم ترقیاتی عمل کراچی کے ترقیاتی مسائل میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ جناب عارف حسن نے کراچی میں "شہری حکومت" قائم کرنے کی اہمیت پر زور دیا تاکہ شہری مسائل پر پوری طرح قابو پانے کے لئے ناکارہ شہری اداروں سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکے۔

انہوں نے کراچی کے شہریوں پر زور دیا کہ وہ اپنے مسائل کو حل کرانے کے لئے عوامی دباؤ استعمال کریں۔ جناب قاضی فائز عیسٰی نے اپنی اختتامی گفتگو میں تمام مقررین کے اظہار خیال کا خلاصہ پیش کیا اور سلائیڈز کی مدد سے مثالیں پیش کرکے بتایا کہ آج کراچی کی کیا صورت حال ہے۔ انہوں نے حاضرین کے سامنے غیر قانونی تعمیرات' تجاوزات' آلودگی' آبادی کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور کراچی کی روزمرہ زندگی سے متعلق دیگر کئی پہلوؤں کی مثالیں پیش کیں۔

سیمینار کے اختتامی مرحلے میں سوال و جواب کا سیشن ہوا جس میں حاضرین نے پرجوش طریقے سے شرکت کی اور اپنی رائے اور خیالات کا اظہار کیا۔

"شہری" سی بی ای کے اراکین نے غیر قانونی کمرشلائزیشن کے خلاف خالد بن ولید روڈ پر مظاہرہ کیا۔

غیر قانونی کمرشلائزیشن کے خلاف مظاہرہ

گزشتہ ایک طویل عرصے کے دوران پی ای سی ایچ ایس کا تمام تر علاقہ غیر قانونی کمرشلائزیشن اور اس کے نتیجے میں قائم ہونے والی تجاوزات کی بدولت مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب تجاوزات اپنے عروج پر پہنچ گئی ہے جس کا اظہار صبح شام کی بہت سی سڑکوں پر ٹریفک کے بے پناہ ہجوم اور بار بار ٹریفک جام سے ہوتا ہے۔ عالم یہ ہے کہ اب منی بسوں نے گلیوں کو بھی استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

پی ای سی ایچ ایس کی یہ حالت زار بنانے کے ذمے دار کار شو روم مالکان بڑی بڑی تجارتی عمارتیں بنانے والے بلڈرز اور دیگر تجاوزات قائم کرنے والوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے "شہری" نے ۱۹ اگست ۱۹۹۳ء کی صبح کو خالد بن ولید روڈ اور علامہ اقبال روڈ کے سنگم پر ایک مظاہرہ منظم کیا۔ شہری کے اراکین اور اس کے حمایتی بینرز لے کر یہاں جمع ہوئے۔ بینرز پر پی ای سی ایچ ایس کی کمرشلائزیشن' نئی ون وے ٹریفک اسکیم کار شو رومز بلند بالا عمارتوں اور شاپنگ مالز کی تعمیر درختوں کو کاٹنے اور علاقے کے بنیادی ڈھانچے کو تباہ کرنے کے خلاف احتجاجی نعرے درج تھے۔ مثلاً یہ کہ "ہمارے علاقے اور ہماری سڑکوں کا پیچھا چھوڑ دو"۔ فٹ پاتھ پیدل چلنے والوں کو واپس کردو۔

All that you seek in a bank is here at
National Bank of Pakistan

Enriched with four decades of sound and varied experience in quality banking, *National Bank of Pakistan* is now ready to take you into the 21st Century with renewed zeal for excellence in banking.

We offer
- Absolute security of your deposits and profits guaranteed by the Government
- Higher return on Rupees as well as Foreign Currency Deposits with facilities for prompt encashment and remittances abroad
- Smooth and speedy transactions employing state of art technology and know how with traditional courtesy and care
- Vast network of domestic and overseas branches covering vital business centres of the world

Your service is our pride
National Bank of Pakistan
Safe and Sound all round

شہری

G-206 بلاک ۔ 2 پی ای سی ایچ ایس
کراچی 75400 پاکستان
فون : 441769-442578
فیکس : 9221-438226
ایڈیٹر : طاہرہ حسین

مینجنگ کمیٹی

چیئرپرسن : نوید حسین
وائس چیئرپرسن : قاضی فائز عیسٰی
جنرل سیکریٹری : حمیرا رحمن
خزانچی : دانش آذر زوبی
اراکین :
خطیب احمد
حسن جعفری
زین شیخ
فضل نور
ڈاکٹر ایم اجمل خان

شہری اسٹاف

کوآرڈینیٹر — عارفہ کپاڈیا
اسسٹنٹ کوآرڈینیٹر — عارف عثمان
اسسٹنٹ پبلیکیشنز — عذرا عامر
انچارج لیگل سیل — مسز ای سی پنٹو ایڈووکیٹ

شہری سب کمیٹیاں

۱۔ سب کمیٹی برائے آلودگی
۲۔ سب کمیٹی برائے تحفظ ثقافتی ورثہ
۳۔ سب کمیٹی برائے میڈیا و تشہیر
۴۔ سب کمیٹی برائے قانونی امور
۵۔ سب کمیٹی برائے باغات و تفریحات (ترقیاتی)
۶۔ سب کمیٹی برائے فراہمی فنڈ

شہری۔ سی بی ای کے تمام اراکین کے لئے ان سب کمیٹیوں کی رکنیت کھلی ہے۔ مضامین کی دوبارہ اشاعت کا خیر مقدم کیا جائے گا بشرطیکہ اصل ذریعے کا حوالہ دیا جائے۔

ضروری نہیں کہ شہری خبرنامے میں شائع ہونے والے مضامین / خبریں لازماً "ایڈیٹر/ایڈیٹوریل بورڈ کے نقطہ نظر سے مطابقت رکھتے ہوں۔

مضامین و دیگر مواد کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ دلچسپی رکھنے والے افراد تحریروں کے ضمن میں رہنمائی کے لئے شہری کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

شہری خبرنامہ

زبان : اردو
وقفہ : اشاعت سہ ماہی
مقام : اشاعت کراچی
ترسیل : اندرون ملک و بیرون ملک
کاغذ : کیمیکل کلینڈ نیوز پرنٹ
سائز : ۱۶٫۵x۲۲٫۶۵ انچ
صفحات : ۴

ٹیرف اشتہارات

تمام اشتہارات کا سائز	۹x۵ سینٹی میٹر
رنگین	
صفحہ اول	۱۵۰۰۰ روپے
صفحہ آخر	۱۲۰۰۰ روپے
بلیک اینڈ وہائٹ	
اندرونی صفحات	۵۰۰۰ روپے

شہری۔ سی بی ای تمام کارپوریشنوں' کثیرالقومی اداروں' بینکوں وغیرہ سے اپیل کرتا ہے کہ اپنے قیمتی اشتہارات فراہم کرکے ہمارے خبرنامے کی اشاعت میں تعاون کریں۔

بقیہ کراچی ماسٹرپلان

شعبے کی بے پناہ صلاحیتوں کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے عمل میں شامل نہیں کیا جاتا اور ماہرین بھی ماسٹرپلان کی سمتوں کا تعین کرتے وقت اس سیکٹر کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دیتے۔

۴۔ تعمیرات سے متعلق ضمنی قوانین اور زوننگ کے قواعد ۱۹۷۹ء میں وضع کئے گئے تھے اور اس کے بعد سے ان کی کوئی تجدید یا ترمیم نہیں ہوئی ہے۔ یہ قوانین اور قواعد اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ ان کی مدد سے منڈی کی طاقتوں کے پیدا کردہ رجحانات اور سمتوں کو منضبط یا مضبوط کیا جائے اور ان کا رخ متعین کیا جائے۔ مزید یہ کہ ان سے شہر کا ایک تصور بھی واضح ہوتا ہے جس کی نقشہ کشی ماسٹرپلان میں کی گئی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف اداروں کے ذریعے ان قوانین اور قواعد کے نفاذ کے جو طریقہ کار مقرر کئے جاتے ہیں ان کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ شہریوں کے معاشی و سماجی حالات اور متعلقہ اداروں کی صلاحیت کار سے ہم آہنگ ہوں۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس کے نتیجے میں انتظامی بیچارگی، ناقص کارکردگی اور بدعنوانی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

کراچی کا معاملہ یہ ہے کہ یہاں کے ضمنی قوانین پس منظر کو ملحوظ رکھے بغیر ترقی یافتہ ممالک کے بڑے شہروں سے مستعار لے لئے گئے ہیں۔ یہ نہ تو منڈی کے رجحانات اور سمتوں کو منضبط اور مستحکم کرتے ہیں اور نہ ہی شہر کے اپنے تصور سے کوئی واسطہ رکھتے ہیں۔ زیادہ تر ضمنی قوانین محض اس لئے ناقابل نفاذ رہتے ہیں کیونکہ ان کے نفاذ کے ہر مرحلے میں ایک "دیانتدار تھانے" کی ضرورت ہوگی جو کہ ناممکنات میں سے ہے۔

۵۔ کراچی اب ایک "میگاسٹی" یعنی بہت بڑا شہر بن چکا ہے۔ اس کی منصوبہ بندی، ترقیات اور انتظام کے امور بے انتہا مرکزیت زدہ اداروں کے ذریعے نہیں چلائے جا سکتے۔ اس کی صحیح صورت یہ ہوگی کہ مجموعی سمتوں کا تعین تو شہری حکومت کرے لیکن سیکٹر، سب سیکٹر اور محلے کی سطح کی منصوبہ بندی، انتظامیہ، ریونیو کی وصولی اور مختلف نظاموں کو چلانے اور ان کی دیکھ بھال کے کام مقامی سطح کی نیم خود مختار ایجنسیوں کے سپرد کر دیے جائیں۔ موجودہ دور میں زیادہ تر بڑے شہروں کا انتظام اسی طرح چلایا جاتا ہے۔

کراچی کا ترقیاتی منصوبہ برائے ۲۰۰۰ء ایم پی

اینڈ ای سی ڈی نے ۸۹-۱۹۸۷ء کے درمیان تیار کیا تھا۔ فراہمی و نکاسی آب اور بجلی کی فراہمی کا کام متعلقہ ادارے انجام دے رہے ہیں اس لئے وہ اس پلان کا حصہ نہیں ہیں۔ صحت اور تعلیم کے شعبوں میں بالخصوص پرائیوٹ سیکٹر کے حوالے سے اعداد و شمار دستیاب نہ ہونے کے بناء پر سماجی سہولتوں کی کوئی سائنسی منصوبہ بندی نہیں کی جا سکتی۔ ایک ماس ٹرانزٹ اسٹڈی بھی کی گئی ہے اور ماس ٹرانزٹ سسٹم کے قیام کے لئے تجاویز بھی تیار کی گئی ہیں لیکن یہ تجاویز فی الحقیقت ٹریفک کے انتظام کے معاملات سے کوئی ربط نہیں رکھتیں اور نہ ہی ان کو بسوں اور ٹرینوں کے موجودہ نظام سے ہم آہنگ کیا گیا ہے جس کا کہ کسی بھی ماس ٹرانزٹ سسٹم سے گہرا تعلق ہوگا۔

مندرجہ بالا سطور سے بلاشبہ ایک سنگین تصویر کے نقش و نگار ابھرتے ہیں اور امر قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا کہ ڈیولپمنٹ پلان ۲۰۰۰ء کی بدولت کراچی کے حالات میں کوئی نمایاں تبدیلی پیدا ہو سکے گی۔ اگر صورت حال میں کوئی بہتری ہوگی تو صرف اس صورت میں کہ عام لوگ آگے بڑھ کر اپنے گلی، محلوں کا انتظام سنبھال لیں اور متعلقہ اداروں پر بھرپور دباؤ ڈالیں کہ وہ عارضی اور فوری بنیادوں پر اپنی کارکردگی میں بہتری پیدا کریں۔ امید کی جانی چاہیے کہ ۲۰۰۰ء میں عوامی اور سماجی گروپ اس حد تک طاقتور ہو چکے ہوں گے کہ دردمند پروفیشنلز اور پروفیشنل اداروں کے تعاون سے تکنیکی اور منصوبہ بندی سے متعلق متبادل پیش کر سکیں اور پھر ان کے نفاذ کے لئے حکومت کے ساتھ لابی بھی کر سکیں۔

(جناب عارف حسن ایک معروف اربن پلانر اور اس کے ساتھ ہی اربن ریسورس سینٹر کے چیئرمین اور اورنگی پائلٹ پروجیکٹ کے کوآرڈینیٹر ہیں۔)

بقیہ ماحولیاتی بیداری کا پروگرام

اداروں کے بارے میں مختصر طور پر بتایا اور انوائرمنٹل پروٹیکشن کونسل کے حال ہی میں منعقد ہونے والے اولین اجلاس میں منظور کے جانے والے معیارات برائے آلودگی کے بارے میں اظہار خیال کیا۔ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ معاشرے کی ہر سطح پر ماحولیاتی بیداری اور شعور پیدا کیا جائے اور اس کی ہدایت کی [illegible] اور منتخب عوامی نمائندے [illegible] اراکین قومی و صوبائی اسمبلی بھی شامل ہونے چاہئیں۔

تمام دن کی اس کارروائی کے نتیجے میں متعدد سفارشات اور تجاویز تیار کرکے محترمہ مہتاب راشدی کو پیش کی گئیں۔ ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ ماحولیاتی تحفظ کے آرڈیننس کے تحت کسی شکایت کے درج کئے جانے اور اس پر کارروائی کے درمیان ساٹھ دن کے وقفے کی اجازت دی گئی ہے۔ سفارش کی گئی کہ اس مدت کو کم کرکے ۱۴ دن یا اس سے بھی کم کر دیا جائے۔

۲۔ انوائرمنٹل پروٹیکشن ایکٹ (۱۹۹۳ء) کے مسودے کے سیکشن ۲۱ (ڈی) میں درج "متاثرہ شخص" کے الفاظ کو تبدیل کرکے "کوئی بھی شخص" کر دیا جائے۔

۳۔ موجودہ نگران حکومت کو چاہئے کہ وہ جلد از جلد اور آنے والے انتخابات سے پہلے ہی فضائی اخراج کو کنٹرول کرنے کے معیارات مقرر کر دے۔

۴۔ موبائل ٹریبونل یا "مفاد عامہ کی قانونی کارروائی" کے کیمپوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔

۵۔ تمام سیاسی جماعتوں کے منشور میں "ماحول" کا موضوع لازماً شامل کیا جائے۔

۶۔ اردو اور دیگر مقامی زبانوں کے میڈیا کو ماحولیاتی اعتبار سے زیادہ بیدار اور فعال ہونا چاہئے۔

۷۔ الیکٹرانک میڈیا کو ماحولیاتی بیداری پیدا کرنے کے سلسلے میں ورکشاپس منعقد کرنا چاہئے۔ علاوہ ازیں دیگر ذرائع مثلاً تھیٹر اور پرنٹ میڈیا کو بھی ماحولیات کے سلسلے میں جدوجہد کے لئے زیادہ موثر طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ ماحولیاتی تحفظ کے اداروں کو چاہئے کہ وہ اپنی سرگرمیوں کی زیادہ بہتر طور پر تشہیر کریں تاکہ لوگ ان سے اچھی طرح واقف ہو سکیں۔ ساتھ ہی ان اداروں اور غیرسرکاری تنظیموں کے درمیان تعاون میں بھی زیادہ سے زیادہ اضافہ ہونا چاہئے۔

بقیہ کراچی سے کوئی محبت نہیں کرتا

ایک انتہائی مصروف، تجارتی گہما گہمی سے بھرپور عظیم شہر بننے تک، کراچی کا عروج ایک نہایت دلچسپ اور متاثر کن داستان سناتا ہے۔ کراچی کا آغاز اور اس کی قدامت کے بارے میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے لیکن اس کے وجود کے بنیادی مقصد کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ مقصد یہ ہے کہ دریائے سندھ کی وادی کے شمالی داخلی علاقوں، پنجاب کے کھلیانوں، صوبہ سرحد اور حتیٰ کہ افغانستان تک کے لئے سمندری بندرگاہ فراہم کرنا (اب تو اس فہرست میں وسط ایشیائی ریاستیں بھی شامل ہو گئی ہیں۔) اس طرح اس شہر کے خدوخال، اس کی وسعت پذیری اور اس کا دھماکہ خیز شہری پھیلاؤ نہ صرف اندرونی علاقوں کے سماجی و معاشی حالات سے جڑے ہوئے ہیں بلکہ پورے برصغیر کے سیاسی حالات سے بھی منسلک ہیں۔

آسٹریلوی ماہر منصوبہ بندی لرڈوک نے کراچی کی تاریخ میں تین سنگہائے میل کی نشاندہی کی ہے: بارٹلے فریئر کا اصرار کہ کلکتہ کے بجائے کراچی کو پنجاب کے لئے بندرگاہ ہونا چاہئے؛ امریکہ کی خانہ جنگی اور اس کے نتیجے میں ان علاقوں سے کپاس کی برآمدات جو اب پاکستان پر مشتمل ہیں اور تیسرا یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں قائم ہونے والے نئے ملک پاکستان کے لئے کراچی کو دارالحکومت منتخب کیا گیا جس کی بدولت کراچی شہر بمبئی کے سائے سے نکل کر باہر آ گیا جسے ہمیشہ کراچی کے مقابلے میں انگریزوں کی زیادہ توجہ حاصل رہی تھی۔

جناب ایم بی نقوی نے حال ہی میں روزنامہ ڈان میں اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھا (شمارہ ۳۰ جون ۱۹۹۳ء) کراچی ایک نہایت عجیب و غریب شہر ہے۔ اس کی ضروریات کو دانستہ طور پر نظرانداز کیا جاتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اسی طرح کے رویہ کی ایک طویل تاریخ موجود ہے۔ بعض ایسے سماجی و سیاسی عوامل ضرور گنوائے جا سکتے ہیں جو اس صورتحال کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں لیکن اس صورتحال کے نتائج کہیں زیادہ اہم ہیں۔ دریں اثناء شہر کا پھیلاؤ اپنی پوری طاقت کے ساتھ ہر طرف دندنا رہا ہے۔ کنکریٹ کے نئے جنگلات تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ نئی بسائی گئی کچی آبادیاں زیادہ انسان دوست بستیوں کی جگہ لے رہی ہیں۔ کولتار کی سیاہ سڑکیں سرمئی ٹیلوں کے پرخچے اڑا رہی ہیں اور اس سارے عمل کے دوران ایک نئی محدود اور مصنوعی آب و ہوا جنم لے رہی ہے۔

یہ شہر صرف مختلف رنگارنگ ثقافتوں کو سمیٹ کر ان کو پروان ہی نہیں چڑھاتا بلکہ ایک مہربان ماں کی طرح ان کو گلے سے لگاتا ہے جو خونخوار اور بے خوف گدھوں کی طرح اس کی بوٹیاں نوچتے ہیں۔

اس اضافے کا کیا مطلب ہے؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۹۹۵ء تک کراچی کی آبادی سوا کروڑ سے ایک کروڑ تک پہنچ جائے گی اور ۲۰۰۰ء تک یہ تعداد دو اعشاریہ کروڑ ہوگی۔

اس کو اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جہاں ۱۹۸۱ء میں ایک مربع میل رقبے میں ۳۱۰۰ افراد اور ۱۹۸۵ء میں ۵۰۰۰ افراد رہتے تھے وہاں ۲۰۰۰ء میں یہ تعداد تقریباً دس ہزار افراد ہو جائے گی۔

اس بے تحاشہ گنجان آبادی کے سماجی و سیاسی اور نفسیاتی اثرات کیا ہوں گے؟ کیا اس عظیم انسانی ہجوم کو سر چھپانے کے لئے معقول مکانات میسر آ سکیں گے یا اسے یہاں کے بڑھتے ہوئے "بیڈ اینڈ [illegible]" افقی سلمز (کچی آبادیوں) میں قید کر دیا جائے گا؟

کیا ہم اتنے بہت سے انسانوں کو ایک پیالی سے زیادہ پانی فراہم کر سکیں گے؟ کیا ان کی صحت، تعلیم اور ٹرانسپورٹ کی ضروریات پوری کی جا سکیں گی؟ کیا ہمارا ماحول اس اسلامی معاشرے کے لائق رہے گا جو ہم اس ملک میں قائم کرنا چاہتے ہیں؟ کیا ہم جو قواعد و ضوابط اور منصوبے بنائیں گے انہیں عملی صورت بھی نصیب ہوگی یا انہیں بھی ماضی کی طرح سرکاری و غیرسرکاری اقتدار کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا جائے گا یا پھر مفاد پرستی اور عارضی فائدے والے عاقبت نااندیش معاشی اقدامات کی نذر کر دیا جائے گا؟

ہم میں سے وہ لوگ بھی جو اس شہر سے محبت نہیں کرتے اور وہ لوگ بھی جو خود کو اس شہر کے بیٹے، بیٹیاں نہیں کہتے، انہیں بھی اپنا رویہ تبدیل کرنا پڑے گا ورنہ ہم سب چاہے ہم اس شہر سے محبت کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں، ہم سب شہری ارتقاء کی قوتوں کے ہاتھوں مسترد کر دیئے جائیں گے اور اس طرح فراموش ہو جائیں گے کہ کبھی ہماری واپسی بھی نہیں ہو سکے گی۔ ہمیں چاہئے کہ اس طرح کراچی سے محبت کرنا شروع کر دیں جس طرح کہ یہ شہر چاہتا ہے کہ اسے چاہا جائے اور اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو ہمیں چاہئے کہ اس شہر کو چھوڑ دیں۔ جس شہر سے محبت نہ کی جائے اس کے غصے کی کیا انتہا ہوتی ہے اس کی مثال موجود ہے۔ ذرا موئن جو داڑو پر نظر ڈالئے۔

کراچی میں آج ہم پہلے ہی سے عین تباہی کے کنارے پر کھڑے ہیں..... اور نصف شب ہونے میں صرف پانچ منٹ ہی باقی ہیں۔

(نوٹ جناب طیغم جعفری نے مندرجہ بالا مقالہ حال ہی میں منعقد ہونے والے ایک سیمینار بعنوان "کراچی۔ آج اور کل" میں پڑھا تھا۔ اس سیمینار کا اہتمام "شہری اور کراچی تھیوسوفیکل سوسائٹی" نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔ اس سے پیشتر یہ مقالہ اس سے ملتی جلتی شکل کے ایک مضمون کی حیثیت سے کے ڈی اے کی پبلیکیشن "لینڈ مارک" میں ۱۹۸۲ء میں شائع ہو چکا ہے اور اس میں جن خدشات کی نشاندہی کی گئی تھی ان کی حالیہ تاریخ میں پیش آنے والے واقعات سے بڑی حد تک تصدیق ہو چکی ہے۔ اگرچہ ان واقعات کو کسی نہ کسی طرح نظرانداز کیا گیا لیکن کیا مستقبل میں ہم ان واقعات کی روک تھام کر سکیں گے اور اس کے لئے ہمیں کیا قیمت ادا کرنی ہوگی؟

طیغم جعفری صاحب پیشے کے اعتبار سے آرکیٹیکٹ اور کے ڈی اے ڈیزائن بیورو کے ڈائریکٹر ہیں۔ وہ پاکستان کونسل آف آرکیٹیکٹس اینڈ ٹاؤن پلانرز کے چیئرمین بھی ہیں۔

Member of IUCN
The World Conservation Union

بہتر ماحول کی تشکیل کیلئے "شہری" کی شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ "شہری" میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ فارم پر کرکے مندرجہ ذیل پتے پر ارسال کیجئے

شہری بہتر ماحول کیلئے شہریوں کا اشتراک
G-206 بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس کراچی 6400 پاکستان
فون 442578 '441769 فیکس 438225

نام .... فون رہائش ....
پتہ ....
....
پیشہ .... فون آفس ....

آپ کی فیملی کیلئے پی آئی اے کی خصوصی پیشکش

PIA

چند سادہ ہدایات جن پر عمل کرکے آپ اپنے ماحول کو تحفظ دے سکتے ہیں

موٹر گاڑیاں:۔ تجارتی گاڑیاں اور موٹر گاڑیاں ماحول پر سنگین اثرات مرتب کرتی ہیں۔ اگر آپ روزانہ گاڑی چلاتے ہیں تو یقیناً آپ ماحول کو بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ کرسکتے ہیں۔ "گاڑی چلانا غالباً" آپ کی جانب سے ماحول کی تباہی میں سب سے نمایاں شرکت ہے۔

یاد رکھئے:۔ کسی بھی گاڑی سے خارج ہونے والی کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار براہ راست اس گاڑی میں جلنے والے ایندھن کی مقدار سے منسلک ہوتی ہے۔

☆ موٹر گاڑیاں نائٹروجن آکسائیڈ خارج کرکے تیزابی بارش پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔

☆ صرف ایک ... موٹر آئل پورے دس ہزار گیلن پینے کے پانی کو گندہ اور ناقابل استعمال بنا سکتا ہے۔

آپ کیا کرسکتے ہیں!

☆ اپنی گاڑی کی ٹیوننگ کو ہمیشہ درست رکھیں۔ یہ گاڑی میں کم سے کم ایندھن خرچ کرنے کا سب سے آسان طریقہ ہے۔

☆ فیول فلٹر کو ہمیشہ صاف رکھیں۔ میل اور گندگی سے بھرا ہوا فلٹر زیادہ پیٹرول خرچ کرنے کا سبب بنتا ہے۔

☆ اگر آپ گاڑی کا آئل تبدیل کرائیں تو نکالے ہوئے پرانے آئل کو کسی ڈبے میں مضبوطی سے بند کرکے ری سائیکل ہونے کے لئے بھیج دیں۔ استعمال شدہ آئل کو کبھی بھی نالی میں نہ بہائیں اور نہ زمین پر لاپرواہی سے پھینکیں۔

☆ اپنی گاڑی میں لیڈ سے پاک یا کم لیڈ والا پیٹرول استعمال کریں یا پھر گاڑی میں کیٹالٹک کنورٹر نصب کرائیں تاکہ فضائی آلودگی پیدا کرنے میں آپ کی گاڑی کا حصہ کم سے کم ہو۔

☆ اپنی گاڑی کے استعمال میں اپنے دوستوں یا اپنے پڑوسیوں کو شریک کرنے کی کوشش کریں۔

☆ ری سائیکل کئے ہوئے موٹر آئل کو بحری جہازوں اور صنعتی بوائلروں میں بطور ایندھن استعمال کیا جاسکتا ہے جب کہ اس کی باقیات کو پروسیس کرکے مزید لبریکنٹ اور اسفالٹ بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔

سندھ فشریز آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۰ء کا سیکشن ۸ پابندی عائد کرتا ہے کہ شہری اور صنعتی فضلے کو آبی ذخائر میں جانے سے قبل انہیں باقاعدہ ٹریٹ کرکے مچھلیوں اور دیگر آبی حیات کے لئے بے ضرر بنایا جائے۔

پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۳ء کوئی بھی صنعتی یا ترقیاتی منصوبہ شروع کرنے کے ہر خواہش مند فرد کو پابند کرتا ہے کہ وہ ماحول پر اپنے منصوبے کے ممکنہ اثرات کے حوالے سے انوائرنمنٹل امپیکٹ اسسمنٹ جمع کرائے۔

گٹر باغیچہ

۱۰۰۰ ایکڑ رقبے پر مشتمل گٹر باغیچہ جو کہ لیاری، سائٹ اور شیر شاہ وغیرہ کے اطراف میں واحد اتنی بڑی کھلی جگہ ہے، خود کراچی میونسپل کارپوریشن کے ہاتھوں سخت خطرے سے دوچار ہے۔ کے ایم سی نے گٹر باغیچے کی زمین پر رہائشی پلاٹ کاٹنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ یہ پلاٹ ابتدائی طور پر تو کے ایم سی کے افسران کے ہاتھوں فروخت کئے جائیں گے لیکن بالآخر یہ پلاٹ کمرشل بلڈرز کے ہاتھوں میں بیچ جائیں گے۔ شہری بہت شدت سے محسوس کرتا ہے کہ گٹر باغیچہ اپنے اطراف کے علاقے کے لئے ایک "پھیپھڑے" کی حیثیت رکھتا ہے اور اس وجہ سے اسے بچایا جانا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں شہری نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں ایک پٹیشن دائر کی ہے۔

ہر طرف تجاوزات ہی تجاوزات

نمبر ایک اور نمبر دو

یہ دو تصویریں (جن میں سے پہلی پی ای سی ایچ ایس میں خالد بن ولید روڈ اور علامہ اقبال روڈ کے سنگم پر لی گئی ہے جب کہ دوسری میں شہید ملت روڈ کا منظر پیش کرتی ہے) ثابت کرتی ہیں کہ مرغی فروش کس طرح کسی بھی جگہ اور ہر ایک دکان جما کر ماحول کو گندہ اور بدنما بنانے کے لئے تیار ہیں۔ کیا ان دکانوں کو مقررہ کمرشل ایریا تک نہیں محدود رہنا چاہئے؟ کیا اس شہر میں کوئی ایسی جگہ باقی بچی ہے جہاں اس طرح تجاوزات نہ قائم ہوگئی ہوں؟

نمبر تین

یہ مین شہید ملت روڈ پر ایک سایہ دار مگر خالی اور آزاد جگہ تھی لیکن اب منی بس والوں نے اس جگہ پر قبضہ کرکے اپنا اڈہ بنالیا ہے۔ منی بسوں کے ساتھ ساتھ اب یہاں چارپائیاں بھی پڑی رہتی ہیں اور چائے کا اسٹال بھی قائم ہوگیا ہے جو کہ بس اسٹینڈ کے ضروری لوازمات میں سے ہے۔ شاید کچھ ہی عرصے بعد یہ پورا علاقہ کچی تجاوزات سے گھر جائے گا اور پھر کوئی ان تجاوزات کو ہٹا نہ سکے گا۔

نمبر چار

شہری منصوبہ بندی کے قوانین کی کھلی خلاف ورزی کی جو مثالیں ہر روز جنم لے رہی ہیں ان ہی میں سے ایک یہ بھی ہے یہ عمارت ایم اے جناح روڈ پر جمشید میموریل ہال' جہاں کراچی تھیوسوفیکل سوسائٹی کا صدر دفتر بھی واقع ہے کے دائیں جانب تعمیر ہورہی ہے اس عمارت میں کھلی جگہ بالکل نہیں چھوڑی گئی جس کی ہر عمارت میں گنجائش رکھنا لازمی ہوتا ہے اور ساتھ ہی منزلوں کی مقررہ تعداد کی بھی پابندی نہیں کی جارہی۔ قانون کی یہ دونوں خلاف ورزیاں تصویر میں پوری طرح واضح ہیں۔ کے ڈی اے اور کے ایم سی سے متعدد بار اپیل کی گئی ہے کہ اس غیر قانونی تعمیر کو رکوایا جائے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ادارے کوئی بھی کارروائی کرنے سے لاچار ہیں۔ کیا یہاں کوئی اتنا بااختیار نہیں کہ ان بدعنوان بلڈرز کے خلاف کوئی اقدام کرسکے؟

ماحولیاتی بیداری کا پروگرام

۱۷ اگست ۱۹۹۵ء کو "شہری" نے ماحولیاتی بیداری کے ایک روزہ پروگرام کا اہتمام کیا جس کا مقصد پروگرام کے شرکاء کو ماحول کی موجودہ صورت حال، ماحولیاتی قوانین اور اس بارے میں معلومات فراہم کرنا تھا کہ ماحولیاتی مسائل کے حل کے لئے ہم کیا کچھ کرسکتے ہیں۔ یہ پروگرام شہری سی بی ای کے لیگل سیل کی انچارج مسز ... نے کنڈکٹ کیا۔

شہری کے چیئرمین جناب نوید حسین کی جانب سے استقبالیہ تقریر کے بعد مقررین نے ماحولیاتی قوانین کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال کیا اور تفصیل سے بتایا کہ ماحولیاتی انحطاط کی روک تھام کرنے کے لئے کون کون سے قوانین موجود ہیں۔

سیر حاصل تفصیلی لیکچر کے بعد شہری کے وائس چیئرمین اور ... جناب قاضی فائز عیسیٰ نے مختلف قوانین اور آرڈیننسوں کے تکنیکی پہلوؤں پر گفتگو کی اور بتایا کہ ان قوانین میں کہاں کہاں اور کیا کیا نقص اور خلا موجود ہے۔ انہوں نے یہ بھی وضاحت کی کہ ماحول کے حوالے سے قانونی چارہ جوئی کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اس موقع پر ایک اور قانون دان جناب ... نے بھی جناب قاضی فائز عیسیٰ کے پیش کردہ نکات میں اضافہ کیا اور پاکستان انوائرنمنٹل پروٹیکشن آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۳ء تفصیل کے ساتھ زیر بحث لایا گیا۔ پروگرام میں شریک دیگر مقررین میں آئی یو سی این کی مس ماروی میمن اور کے ای ایس سی / ڈبلیو ڈبلیو ایف کی ... صدیقی بھی شامل تھیں۔ شہری کی قانونی مشیر مسز امبر علی بھائی نے پی ای پی سی کے حوالے سے شہری ماحول کی صورت حال کو اجاگر کیا۔ پی سی ایس آئی آر کی ... خطیب نے سلائیڈز کی مدد سے ٹھوس فضلے کو ٹھکانے لگانے کے طریقوں کے بارے میں بتایا۔

مقررین کے اظہار خیال کے بعد ... ڈسکشن کا اہتمام کیا گیا جس میں حاضرین "شہری" کے اراکین اور پروگرام کی مہمان خصوصی محترمہ ... راشدی ڈائریکٹر جنرل ای پی اے سندھ نے بھرپور طریقے سے حصہ لیا۔ محترمہ راشدی نے ای پی اے اور اس کی ...